از عدالت عظمیٰ

بالو یادو و دیگران

بنام

سٹیٹ آف بہار

تاریخ فیصلہ: 29 اپریل، 1997

[جی این رے اور کے ٹی تھامس، جسٹس صاحبان]

تعزیرات ہند 1860 کی دفعات 302 کو دفعات کے ساتھ پڑھی جانے والی دفعات 148 اور 149: فسادات اور قتلِ عمد-ٹرائل کورٹ کے ذریعے سزا-عدالت عالیہ کے ذریعے چشم دید گواہ کے غیر مصدقہ شواہد پر کارروائی نہیں کی گئی-عدالت عالیہ کی جانب سے کچھ ملزموں کو بری کرنے کا فیصلہ-مجرموں کی اپیل جس میں استدعا کی گئی ہے کہ بری کیے گئے ملزموں کے حوالے سے ثبوت پر انحصار نہیں کیا جانا چاہیے، ان کے خلاف بھی انحصار نہیں کیا جانا چاہیے-قرار پایا کہ: تصدیق شدہ ثبوت بد نما نہیں اور مسترد کیے جانے کے جوابدہ ہیں—چشم دید گواہوں کے ذریعہ حملہ آوروں کی شناخت کے لیے استعمال ہونے والی ٹارچ لائٹ ثبوت کا مادی مقصد نہیں ہے اور ٹارچ لائٹ کو ضبط کرنے میں ناکامی گواہی کی خرابی کی بنیاد نہیں ہو سکتی ہے-متوفی کی لاش پر پائی جانے والی کاٹی ہوئی زخموں کی نوعیت اور اہم اعضا کا چھلنی ہونا اُن نوک دار اور تیز دھار ہتھیاروں سے مطابقت رکھتا ہے جن کی شناخت حملہ آوروں کے ساتھ کی گئی ہے۔

اپیل کنندگان اور چند دیگران افراد نے متاثرہ شخص پر تیز دھار ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جب وہ آدھی رات کو ایک کھیت میں سو رہا تھا۔ اس کا بیٹا، گواہ استغاثہ 8، جو ملحقہ کھیت میں سو رہا تھا اور ہنگامہ آرائی سے جاگ گیا تھا، اپنی مشعل لے کر جائے وقوع پر پہنچا اور حملہ آوروں کو اپنے والد پر حملہ کرتے دیکھا۔ تب تک کچھ پڑوسی کاشتکار بھی جائے وقوعہ پر پہنچ چکے تھے۔ حملہ آور موقع سے فرار ہو گئے۔ شدید زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے متاثرہ شخص کی موقع پر ہی موت ہو گئی۔

سیشن کورٹ نے چشم دید گواہوں گواہ استغاثہ 5، گواہ استغاثہ 6 اور گواہ استغاثہ 8 کے شواہد کو قابل اعتماد پایا اور تمام 14 ملزموں پر فسادات اور قتلِ عمد کا الزام عائد کیا۔ عدالت عالیہ نے گواہ استغاثہ 6 کے ثبوت پر کارروائی نہیں کی۔ اس نے صرف اثباتِ جُرم کی تصدیق کرنے کا انتخاب کیا کیونکہ اپیل کنندگان کے خلاف استغاثہ گواہ 8 کے نقطہ نظر کی تصدیق گواہ استغاثہ 5 نے صرف ان کے سلسلے میں کی تھی۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندگان کے لیے یہ دلیل دی گئی کہ چونکہ عدالت عالیہ بری کیے گئے ملزم کے سلسلے میں گواہ استغاثہ 8 کے شواہد پر انحصار نہیں کرتی، اس لیے اسے اپیل کنندگان کے حوالے سے بھی اس کے شواہد کو مسترد کرنا چاہیے تھا؛ کہ پولیس کی ٹارچ لائٹ کو ضبط کرنے میں ناکامی، جس کے بارے میں چشم دید گواہوں نے دعوی کیا تھا کہ اس واقعے کو دیکھنے کے لیے چمکائی گئی تھی، نے چشم دید گواہوں کی گواہی کو ذائل کر دیا تھا؛ اور وہ ہتھیار جن کی شناخت اپیل کنندگان کے ہاتھوں چشم دید گواہوں نے کی تھی، متوفی پر پائے جانے والے زخموں سے مکمل طور پر مطابقت نہیں رکھتے تھے۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

قرار دیا گیا کہ: 1. اپیل کنندگان کے حوالے سے گواہ استغاثہ 8، (متاثرہ کے بیٹے) کے ثبوت کو داغدار نہیں کیا جا سکا۔ اگرچہ عدالت عالیہ دیگر مواد سے تصدیق کے بغیر اس کے ثبوت کی بنیاد پر اثباتِ جُرم سنانے کی طرف مائل نہیں تھی، لیکن اس نے واضح الفاظ میں مشاہدہ کیا ہے کہ اس کے ثبوت کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ عدالت صرف دوسرے ذرائع سے یقین دہانی چاہتی تھی۔ عدالت کو احتیاط کے معاملے اور احتیاط کے قدم کے طور پر تصدیق کی ضرورت تھی۔

2. مشعل کی روشنی کو ضبط نہ کرنے کو تفتیشی افسر کی طرف سے غلطی نہیں سمجھا جا سکتا، متعلقہ عینی شاہدین کی گواہی کو ذائل کرنے کی بنیاد بہت کم ہے۔ اگر ملزم نے ٹارچ لائٹ کا استعمال کیا ہوتا یا اگر واقعے کے دوران متاثرہ کے پاس ٹارچ لائٹ ہوتی تو اس بات پر اصرار کیا جا سکتا تھا کہ تفتیشی افسر کو اسے ضبط کر لینا چاہیے تھا کیونکہ اسے مقدمے کے دوران مادی چیز کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ لیکن واقعہ کو دیکھنے کے لیے گواہ کے ذریعے استعمال کی جانے والی مشعل کو متاثرہ یا حملہ آور کے ذریعے تصادم میں ثبوت کے مقصد کے لیے استعمال کی جانے والی مشعل کے برابر نہیں کیا جا سکتا۔

3. اپیل کنندگان کے ہاتھوں میں شناخت شدہ ہتھیاروں کو متوفی کی لاش پر پائے جانے والے زخموں سے مطابقت نہیں رکھ سکے۔ متوفی کے تمام زخم کٹے ہوئے تھے اور ان میں سے دو جسم میں داخل ہو کر کچھ اہم اعضاء کو سوراخ کر چکے تھے۔ اپیل کنندگان کے ذریعے استعمال کیے جانے والے ہتھیار تیز دھار کاٹنے والے ہتھیار تھے۔ ان میں سے ایک تیز دھار اور نوک دار ہتھیار ہو سکتا تھا۔ پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر نے شواہد میں کہا ہے کہ اس نے جو چوٹیں دیکھیں وہ ان ہتھیاروں سے ہوئی ہوں گی۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 324، سال 1987۔

فوجداری اپیل نمبر 189، سال 1983 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے 28.11.87 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندگان کی طرف سے ایس بی سنیل اور راجیش پرساد سنگھ۔

جواب دہندہ کی طرف سے انیل کمار جھا۔

عدالت کا فیصلہ تھامس جسٹس نے سنایا۔

ہمارے سامنے چھ اپیل کنندگان ان 14 ملزموں میں شامل تھے جن پر 30 اکتوبر 1975 کو صبح سویرے رام دیو یادو کے قتلِ عمد کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ اگرچہ سیشن عدالت نے تمام تیرہ ملزموں کو فسادات اور قتلِ عمد کے جرائم کا مجرم قرار دیا (دفعہ 149 تعزیراتِ ہند کی مدد سے) لیکن عدالت عالیہ نے ہمارے سامنے موجود سات اپیل کنندگان کے سلسلے میں ہی اثباتِ جُرم کی تصدیق کی۔ انہیں تعزیرات ہند کی دفعہ 148 کے تحت قتلِ عمد کے جرم میں عمر قید اور جرم کے لیے دو سال کی قید بامشقت سزا سنائی گئی ہے۔

حقائق سادہ ہیں: فوت شدہ رام دیو یادو اور اس کا بیٹا گجیندر یادو (گواہ استغاثہ 8) گھر میں رات کے کھانے کے بعد ممکنہ طور پر اس کی فصل دیکھنے کے لیے قریبی کھیت گئے۔ متوفی ایک کھیت میں لکڑی کے تختے پر سو گیا جب کہ اس کا بیٹا (گواہ استغاثہ 8) ملحقہ کھیت میں سو رہا تھا۔ آدھی رات کے کچھ دیر بعد یہ اپیل کنندگان اور کچھ دیگر ان لوگ نیزے (بھالا) اور گپتی جیسے مہلک ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس جگہ پر آئے اور رام دیو یادو کو گھیر لیا، اسے گھسیٹ کر باہر لے گئے اور اس پر ہتھیاروں سے خونی حملہ کیا۔ ہنگامہ آرائی کی آواز سن کر گجیندر یادو (گواہ استغاثہ 8) جاگ گیا اور اپنی مشعل لے کر جائے وقوعہ پر پہنچا اور حملہ آوروں کو اس کے والد پر حملہ کرتے دیکھا۔ اس نے شور

مچایا، لیکن حملہ آوروں میں سے کسی نے اس کی مشعل چھین لی۔ تب تک کچھ پڑوسی کاشتکار جائے وقوعہ پر پہنچ چکے تھے۔ مرنے والے کو بڑی تعداد میں زخمی کرنے میں کامیاب ہونے والے حملہ آور ہتھیار لے کر جائے وقوع سے فرار ہو گئے۔ رام دیو یادو جس کو شدید چوٹیں آئیں اس کی موقع پر ہی موت ہو گئی۔

گجیندر یادو مقامی پولیس اسٹیشن گئے اور شکایت درج کرائی جس کی بنیاد پر ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کی گئی۔ تفتیش مکمل کرنے کے بعد چودہ ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ رام دیو یادو کا قتل استغاثہ کی طرف سے مذکور وقت اور جگہ پر کیا گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم سرٹیفکیٹ میں پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر کے مشاہدہ کردہ بڑی تعداد میں قبل از مرگ زخموں کی تفصیل دی گئی ہے۔ کچھ چوٹوں نے اس کے اہم اعضاء کو سوراخ کر دیا ہے اور بغیر کسی مشکل کے ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ متوفی کی فوری موت ہو جاتی۔

استغاثہ کے ذریعے جانچ پڑتال کیے گئے چشم دید گواہوں میں گواہ استغاثہ 5- سیپچی یادو، گواہ استغاثہ 6- ہری لال یادو اور گواہ استغاثہ 8- گجیندر یادو کے ثبوت سیشن عدالت کے ذریعے قابل اعتماد پائے گئے لیکن عدالت عالیہ نے ہری لال یادو (گواہ استغاثہ 6) کے ثبوت پر کارروائی نہیں کی۔ تاہم، گواہ استغاثہ 8 کا ثبوت کافی قابل اعتماد پایا گیا، پھر بھی عدالت عالیہ نے صرف اپیل کنندگان کے خلاف اثباتِ جُرم کی تصدیق کرنے کا انتخاب کیا کیونکہ گواہ استغاثہ 8 کے ورژن کی تصدیق صرف گواہ استغاثہ 5 نے ان کے سلسلے میں کی تھی۔

فاضل سینئر وکیل نے اپنے دلائل کو گواہ استغاثہ 5 اور گواہ استغاثہ 8 کے شواہد پر حملہ کرنے تک محدود رکھا اور دعوی کیا کہ ہمارے سامنے نمایاں کردہ کچھ خامیوں کی وجہ سے مذکورہ شواہد پر انحصار نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ فاضل وکیل کے مطابق، چونکہ عدالت عالیہ نے بری کیے گئے ملزم کے حوالے سے گواہ استغاثہ 8 کے شواہد پر انحصار نہیں کیا تھا، اس لیے اپیل کنندگان کے حوالے سے بھی اس کے شواہد کو مسترد کرنا ایک منطقی قدم ہونا چاہیے تھا۔

یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جہاں عدالت عالیہ نے گواہ استغاثہ 8 کی گواہی پر کارروائی کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ درحقیقت، عدالت عالیہ نے واضح الفاظ میں مشاہدہ کیا ہے کہ گواہ استغاثہ 8 کے ثبوت کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، حالانکہ عدالت عالیہ دوسرے مواد سے تصدیق کے بغیر اس کے ثبوت کی بنیاد پر اثباتِ جُرم سنانے کی طرف مائل نہیں تھی۔ اگر عدالت عالیہ یہ سمجھتی ہے کہ کسی ایک چشم دید گواہ کے غیر مصدقہ ثبوت پر کسی بھی ملزم کو مجرم قرار دینا غیر محفوظ ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں

ہے کہ گواہ کے ثبوت کی مذمت کی گئی ہے۔ اگر عدالت صرف دوسرے ذرائع سے دوبارہ یقین دہانی چاہتی ہے تو یہ کسی چشم دید گواہ کے ثبوت کے خلاف کوئی بدنما داغ نہیں ہے۔ عدالت کو احتیاط کے معاملے اور احتیاط کے قدم کے طور پر تصدیق کی ضرورت ہے۔ فاضل وکیل کا یہ مؤقف کہ گواہ استغاثہ 8 کی گواہی کو بدنیتی سے داغدار قرار دیا گیا ہے، درست نہیں ہے، لہٰذا یہ مؤقف غلط فہمی پر مبنی ہے۔

ایک اور نقطہ جس پر فاضل وکیل نے بہت زیادہ زور دیا وہ تفتیشی افسر کی مشعل کو پکڑنے میں ناکامی تھی جس کے بارے میں عینی شاہدین نے دعوی کیا تھا کہ انہوں نے اس واقعے کو دیکھنے کے لیے چمک اٹھائی تھی۔ ہم اس دلیل کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر ملزم نے ٹارچ لائٹ کا استعمال کیا ہوتا یا اگر واقعے کے دوران متاثرہ کے پاس ٹارچ لائٹ ہوتی تو اس بات پر اصرار کرنے میں کافی طاقت ہوتی کہ تفتیشی افسر کو اسے ضبط کر لینا چاہیے تھا کیونکہ اسے مقدمے کے دوران مادی شے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا لیکن گواہ کے ذریعے واقعے کو دیکھنے کے لیے استعمال ہونے والی ٹارچ لائٹ کو متاثرہ یا حملہ آور کے ذریعے شواہد کے مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی ٹارچ لائٹ کے برابر نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کی مشعل کو ضبط نہ کرنا، اس لیے، کسی بھی تفتیشی افسر کی طرف سے غلطی نہیں سمجھا جا سکتا، متعلقہ چشم دید گواہ کی گواہی کو خراب کرنے کی بنیاد بہت کم ہے۔

آخر میں یہ دعوی کیا گیا کہ چشم دید گواہوں نے اپیل کنندگان کے ہاتھوں جن ہتھیاروں کی نشاندہی کی ہے وہ متوفی کی لاش پر پائے جانے والے زخموں سے مکمل طور پر مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ بظاہر، وہ تیز دھار کاٹنے والے ہتھیار تھے۔ ان میں سے ایک نوکیلا اور تیز دھار ہتھیار ہو سکتا تھا۔ متوفی کے تمام زخم کٹے ہوئے تھے اور ان میں سے دو جسم میں داخل ہو کر کچھ اہم اعضاء کو سوراخ کر چکے تھے۔ پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر نے شواہد میں کہا ہے کہ جو چوٹیں اس نے دیکھی ہیں وہ ان ہتھیاروں سے ہو سکتی ہیں۔

اپیل کنندگان کے وکیل کی طرف سے ہمارے سامنے اٹھائے گئے نکات میں سے کوئی بھی اپیل کنندگان کے خلاف عدالت عالیہ کے نتیجے کو تبدیل کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کے مطابق ہم اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔